

کھل اٹھے مچھول پھر صداقت کے
 10
 1-97 رائیگاں اپنا یہ لہو نہ گیا



صداقت کے مچھول

عزیز ناگپوری

درگاہ یوسفین نامیلی حیدرآباد



عزیز ناکپوری

پیش لفظ

کچھ اپنے اور کچھ اپنے قلم کے بارے میں...

علم کسی شے کو جاننے کا نام ہے اور اسی عمل کی تکمیل کے بعد اگر اس کو لفظ و معنی کے اچھے پیرا میں صفحہ قرطاس پر رنگوں میں دوڑتے خون کی طرح پیش کر دیا جائے تو اس کا رشتہ ہماری تہذیب سے ایسا جڑ جاتا ہے کہ صدیاں اس کو میٹ نہیں سکتیں ازل سے آج تک قلم اسی جستجو میں متحرک رہے ہیں اور اپنی گل کاری کے بل بوتے پر اپنا لوہا منوا رہے ہیں میں نے آنکھ کھولی تو ناگ پور ہزار شڑا کے ایک ایسے گھرانے میں خود کو پایا جہاں نہ صرف سچ بولا جاتا تھا بلکہ سچ کی حفاظت کے لئے غمخیز سینا بھی اٹھائی جاتی تھی ابھی آٹھ سال کی عمر ہی تھی کہ بھگودوڑ کی آواز نے لرزہ اندام کر دیا ششما عین ناکپور کے دونوں گھر لٹ گئے اور ہوش آیا تو خود کو فیل خانے کے کمپ میں بین بھائیوں کے ساتھ پایا والد محترم عبدالکریم صاحب درود شفقت کا منہ تھے اس بد حالی اور تباہی کے میں بھی عزت سے کٹی والد کی شاعری پچھن ہی سے دل کو مرہ لیتی تھی اندک ساتھ شاعروں میں بیچکر سننے کا موقع ملا آگ پتیل چھڑک دیا گیا مزاج

صداقت کے پھول

کتاب 502

عزیز ناکپوری

مصنف

نومبر ۱۹۹۶ء

اشاعت کا سال

(۵۰۰)

تعداد اشاعت

سندھ کیٹ پریس

مطبع

میر طیب علی کاتب

کتابت

بحسن تعاون :- آندھرا پردیش اردو اکیڈمی

قیمت — ۴۰ روپے

ملنے کے پتے :-

- ۱- مکان نمبر 5-7-124 درگاہ یوسفین زینا پریس
 - ۲- اردو اکیڈمی حیدرآباد حیدرآباد
 - ۳- مکتب شاداب - لال ٹیکری حیدرآباد
 - ۴- 10 L چار قذیل آخا پورہ حیدرآباد
 - ۵- محمد جمیل پروپرائٹر گلزار فٹ ویر نام پری
- مقتل: شامیانہ ہونہ نام پری نزد درگاہ یوسفین

شاعری کے لئے موزوں تھا ہی مشاعرہ کی فضا سہل کو جلا بخشی گئے ہیں۔
 سوز تھا ترنم سن کر لوگ طلعت محمود کو یاد کرتے سگتے۔ گلوکاری میں بھو
 ایوارڈ ملے۔ اپا کو اکیڈمی نے طلعت محمود آف آئندہ صراپر دلش کا اعزاز
 عطا کر دیا۔ شاعری میں سچائی کا اظہار کرنا اور تباہ حال انسان کی دھڑکن
 کو پیش کر کے دل کی جھڑاس نکالنا اپنا شعار بن گیا اور بے ساختہ یہ شعر
 عزیز آج کی دنیا ہے جھوٹ کی دنیا

ہمارے عہد کی دانشوری بھی جھوٹی ہے

غم درد اور غم جاتاں کی آمرش کے بعد کدن ہو کر قلم کی نوک سے چھلک
 گیہ جھڑل صرف معشوق سے باتیں کرنے کا نام ہے مگر معشوق گوشت پرست
 دانی عورت کے علاوہ بھی کوئی اور ہو سکتی ہے ظالم زمانہ انسان کا دوسلا
 اور بھوکھلا پن بھی موضوع شعر بن سکتا ہے۔

درد سب لوٹ کر لے گئے بے ہنر

اور اہل ہنر دیکھتے رہ گئے

مگر اس کیفیت میں بھی مجھ پر کبھی مایوسی نہیں چھا سکی۔

ہو کے بالوس میں کبھو نہ گیا

لیکے خالی کبھی سبو نہ گیا

کھل اٹھے پھول پھر صداقت کے

رائیگاں اپنا یہ لبو نہ گیا

ہزاروں صداقتیں ایسی ہیں جو یار یار تحریر کرنے کو دل چاہتا ہے۔ مگر
 صدائیتوں کے اظہار سے کڑواہٹ کے پھیلنے کا امکان زیادہ ہوا کرتا ہے
 اس لئے یہ سوچ کر ہاتھ روک لیتا ہوں کہ سچائی اور صداقت کا اظہار تو شاعری

میں جو چکا ہے مزید کچھ اپنے بارے میں تحریر کرنے سے زیادہ اس بات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے ابتدائی حالات تحریر کروں۔ میری ابتدائی شاعری البوالہا مد عشرتشی عنہ الرحمہ مروج کی دیکھی ہوئی ہے۔ اور میں نے باقاعدہ اُن سے اکتساب فیض حاصل کیا۔ وہ بزرگ آدمی تھے۔ انہوں نے میرا تعارف ملک الشعرار حضرت آج لعقوتی صاحب سے کر دیا۔ انہوں نے میری بہت افزائی فرمائی اور اپنی شاگردی میں لے لیا، انکی وفات کے بعد کچھ دنوں حضرت خواجہ شوقی صاحب قبلہ نے بھی میرے کلام کو دیکھا مگر جدید دور کی نئی شاعری مجھے فکری بدایونی صاحب کے اسکول میں کھینچ لانی میاں یہ تحریر کرتا بھی مزدوری ہے کہ میرا یہ مجموعہ کلام اردو اکیڈمی آف مصر اپردیش کی مالی اعانت سے شائع ہوا ہے دیکر مسرورم فرما، جناب محمد خواجہ عبداللطیف صاحب پروپرائیٹر سیمسن الیکٹرک ورکس شانتی نگر منیاب سعید بھائی صاحب پروپرائیٹر ”الفلاح“ حضرت قبلہ جناب فیصل علی شاہ صاحب سجادہ نشین بارگاہ یرسفین اور دوسرے احباب کا کافی مشکور ہوں جنہوں نے میری بہت افزائی کی۔ نقطہ عزیز ناگپوری



کرب کا مسافر۔ عزتِ ناگیوری

عزتِ ناگیوری صاحب کو ملی گزشتہ تیس برسوں سے بحیثیت شاعر جانتا ہوں۔ کیونکہ انکو میں نے کل ہند انجمن خیال کے مشاعرے میں اپنی مسحور کن آواز سے داد لیتے اور لوگوں کو سر پٹیتے دیکھا ہے۔ مگر سوال یہ کیا جاسکتا ہے کہ مشاعرے میں پڑھنے سے کسی کو شاعر کیسے مان لیا جائے جبکہ یہ عام بات ہے کہ اس دیارِ شعر و ادب میں سادے کاغذوں کو بھی ہر جتنی کی پہلی تاریخ پر بند لفاظوں میں قیمت عرض ہنر کے بارے میں شاعری مل جاتی ہے۔

اب کسی کو شاعر ماننے کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ایک نام مولانا یا جائے جس میں یہ دیکھا جائے کہ شاعر کا اپنا الگ رنگ ہے کہ نہیں۔ اسکی شاعری اس دیارِ ادب کے استاد شاعروں سے میل تو نہیں کھاتی۔ اس عملِ تقطیر کے بعد اب یہ دیکھا جائے کہ شاعر کے پاس اُسکا داخلی کرب ہے کہ نہیں.... اور ہے تو اُسکا کرب روحانی ہے یا کہ جہاں اُن دو دنوں مراحل سے شاعری کو گزار کر ہم کسی شاعر کو بلا جھجک شاعر کا درجہ عطا کر سکتے ہیں۔ آپ پوچھیں گے کہ آپ تو اہل قلم ہیں۔ کیا زبان کی اہمیت آپکے پاس نہیں۔ زبان بیشک درست ہونا چاہیے مگر اعلیٰ شاعری کی دروں میں کو خستہ وقت اگر آپ زبان میں بھنسنے

جائیں گے تو علامہ اقبال تک کے پاس اپکو مینگ میخ نکل آئے گی مگر زبان پر بھی سطحی نگاہ ڈالی جاتی چاہیے۔

عزیز ناگپوری معمولی کرب کے حامل شاعر نہیں ہیں ان کا کرب انکی پوری شاعری میں پھیلا ہوا ہے اسی لئے وہ قیل خانہ ہی کیا دوسرے کی ناگپور کے شاعروں سے ممتاز ہیں۔

ہر جگہ خونریزوں کی چھپ رہی ہیں سُرخیاں
بھیکا بھیکا آنسوؤں میں آج کا خبر ہے

حقیقت کا اظہار اور وہ بھی شاعری میں بعض وقت بہت ہی تلخ ہو جاتا ہے اور قاری جو کچھ دیر شاعری سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے ایسے اشعار کو بالکل (نامنظور) کر دیتا ہے مگر عزیز ناگپوری کا یہ شعر اپنے موضوع کے حساب سے تلخ ترین ہے مگر انہوں نے اس پر آنسوؤں کی نہایت لپیٹ کر دل کو چھو لینے والا شعر بنا دیا۔ یہ صرف عزیز ناگپوری کا ہی کمال ہے اس شعر میں ناگپوری صاحب نے اس قدر احتیاط سے اپنا ادعا بیان کیا ہے کہ نہ تو وہ اس تلخی کی لپیٹ میں آئے ہیں اور نہ قاری۔
بعض اشعار میں تو ان کا کرب شیر کی طرح دہاڑتا نظر

آتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

بڑے سلیقے سے پی کر لہو غریبوں کا
 ہمارا وقت تو نگر دکھائی دیتا ہے
 ہمدردیوں نے اور بڑھادی برہنگی
 دنیا میں بلیکسوں کا کوئی میریاں نہیں
 ظلم و فحش چھوٹ ہی جیب زلیمت کا معیار ہے
 کس سے پوچھیں کون ہم میں صاحبِ کردار ہے
 لوگ ڈرتے ہیں میاں حق کو بیاں کرنے سے
 پڑ گیا منہ پہ زمانے کے یہ تالا کیسے

میں عزیز ناگپوری صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے
 باوجود تشکلوں اور رکاوٹوں کے مجموعہ نکالنے کا قصد کیا۔

عزیز ناگپوری ایک زمین اور خود ساختہ شاعر ہیں
 انکی شاعری کا منتخبہ کلام یقینی طور پر محام میں مقبول ہوگا۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

فکری بدایونی



حمدِ باری تعالیٰ

تو ہی جانتا ہے یہ بہتر خدا یا

ہے کس کس کے کیا دل کے اندر خدا یا

ستم کر رہے ہیں ستمگر خدا یا

کرم کر کرم کر کرم کر خدا یا

سمندر کو چاہے تو قطرہ بنا دے

تو قطرے کو کر دے سمندر خدا یا

ہر اک شے پہ تیری حکومت ہے ہر سو

تو ہے سب سے بالا و برتر خدا یا

رمانے میں جیب بھی قدم لڑ کھڑاں

تیرا نام آیا ہے لب پر خدا یا

نہ دے سیم و زر تو کو کوئی غم نہیں

ہمیں اپنی رحمت عطا کر خدا یا

عزیز اپنی ہستی سے اب مطمئن ہے

تیرا نام رہتا ہے لب پر خدا یا

حمدِ باری تعالیٰ

نظر ہم سب پر رکھتا ہے حمدِ آتو
دو عالم کا نگہیاں ہے خدا تو

ہزاروں ماؤں کی ہے ناستا تو
رہے بندے سے پھر کیسے خفا تو

پڑی ہے جن کی عزت مشکلوں میں
خدا یا آبرو اُن کی بچا تو

جہاں کا ذکر ہی کیا میرے مولیٰ
دو عالم پر ہے چھایا جا بجا تو

ہو کیسا بھی کوئی دنیا میں عاصی
اُسے بھی رزق دیتا ہے خدا تو

عزیز بے نوا پر ہی کرم کیا
ہے ہر بے کس کا یارب آسرا تو



نعت شریف

اپنی تو سمجھ میں بس اک بات یہی آئی
 دیدارِ محمدؐ ہے خالق کی شناسائی
 وہ چاہتے ہیں جن کو ٹھوکر سے جلاتے ہیں
 آقاؐ کے غلاموں میں ہے شانِ مسیحاؑ
 میں ناز کروں جتنا خوش بختی پہ وہ کم ہے
 دربارِ محمدؐ میں قسمت مجھے لے آئی
 ہر وقت نگاہوں میں وہ گنبدِ خضرا ہے
 حبِ دل کی طرف دیکھا سرکار کی یاد آئی
 دنیا کی نگاہوں میں وہ کعبہٴ ایماں ہے
 کرتے ہیں سلاطین بھی جس در کی جسبں سائی
 دنیا ہوئے محشر ہو کیا خوفِ عزیزِ اُس کو
 ہو جن پہ کرم اُن کا ہوتی مہیں رسوائی



نعت شریف

کیا خوب یہ اعزازِ رسولِ عربی ہے
سرکار کی طرح نہ کوئی تھا نہ کوئی ہے

سرکار کے دیدار کی یہ کیسی خوشی ہے
کیا فرشِ زمیں عرش پہ بھی دھوم مچا ہے

دُنیا سے ہوئے دورِ جہالت کے اندھیرے
قدموں نے شہِ دیں کے عجب روشنی کی ہے

ہو جائے کرم جس پہ بھی سرکار کا میکہ
وہ شخص حقیقت میں مقدر کا دھنی ہے

معلوم نہیں کب ہو عزتِ زراپنا بلاوا
اک ایک گھڑی ہجرت کی ایک ایک صلی ہر



نعت شریف

جائے گا خلد میں دہ برٹے کمر و فر کے ساتھ
نعت نبی جو لکھے گا خونِ جگر کے ساتھ

پیدا ہوئے ہیں لاکھ پیغمبر جہاں میں
خیر البشر کی بات ہے خیر البشر کے ساتھ

دوزخ کی آگ اُس پہ یقیناً حرام ہے
مٹ جائے جو نبی کے غمِ معتبر کے ساتھ

نسبت رسولِ پاک کی کام آئے گی سدا
فضلِ خدا بھی ہو گا لمحہ میں بشر کے ساتھ

آسان گزرے راہِ سفر ترا اے عزیز
ذکرِ رسول بھی ہو مسافر سفر کے ساتھ



نعت شریف

بنی کی یاد سے یوں روح جگمگاتی ہے
کلی کلی چمنِ دل کی مکرانی ہے

دُعا کو ہاتھ اٹھے اور مراد پائی ہے

تمہارے روضہ کی سرکاریہ بڑائی ہے

جو چاہیں آپ تو بن جائے رائی بھی پرست

نہ چاہیں آپ تو پرست بھی ایک رائی ہے

دہائی اپنے مقدر کی اور کیا ہوگی

گدا ہیں اور درِ شاہ تک رسائی ہے

بنی کا سایہ دامن ملا ہے جس دن سے

نہ کوئی غم ہے نہ احساسِ بےوائی ہے

کبھی تو آپ کے جلوؤں سے آنکھ روشن ہے
یہی تو اس مجھ در پہ کھینچ لائی ہے

عترِ نیرِ آرزو پیغمبروں نے کی جسکی
رسولِ پاک کی نسبت وہ ہم نے پائی ہے





افسانہ حیات کو دہرا رہے ہیں ہم
پھر ایک بار تیرے قریب آ رہے ہیں ہم

روشن ہیں ان کے نقش قدم دور و ترک
ناحق غم حیات سے گھرا رہے ہیں ہم

دیوانہ کہہ رہے ہیں وہ اپنی زبان سے
اپنی وفا کا آج صلہ پارہے ہیں ہم

اے چشم التفات سہارا تو دے ذرا
وودن کی زندگی سے بھی تنگ آ رہے ہیں ہم

جل کر عزیز عشق کی خاموش آگ میں
زرسر وفا جہاں کو دیے جا رہے ہیں ہم



منقبتِ غوثِ اعظم و ستیکر^{۱۵}

ہوں محتاجِ کرم میں آپ کا محبوبِ سبحانی
 میرا سینہ ہے زخموں سے کھرا محبوبِ سبحانی
 تمہیں ہو بکیسوں کا آسرا محبوبِ سبحانی
 ہے نازاں تم پہ سب ہی بے نوا محبوبِ سبحانی
 بلائیں اڑ گئیں ساری ہوا میں دھول کی طرح
 نشانِ گھر پر جود بکھا آپ کا محبوبِ سبحانی
 گذاروں کب تلک میں زندگی یہ گمپرسی میں
 کرم مجھ پر بھی کر دیجے ذرا محبوبِ سبحانی
 نگاہِ لطف جس پر بھی عزتِ انکی ہوئی جس دن
 بنادہ ایک پل میں کیا سے کیا محبوبِ سبحانی





افسانہ حیات کو دہرا رہے ہیں ہم
پھر ایک بار تیرے قریب آ رہے ہیں ہم

روشن ہیں اُن کے نقشِ قدم دور دور تک
ناحق غم حیات سے بکھرا رہے ہیں ہم

دیوانہ کہہ رہے ہیں وہ اپنی زبان سے
اپنی وفا کا آج صلہ پارہے ہیں ہم

اے حُشیم التفات سہارا تو دے ذرا
دردِ دل کی زندگی سے بھی تنگ آ رہے ہیں ہم

جل کر عزیزِ عشق کی خاموش آگ میں
درسِ وفا جہاں کو دئے جا رہے ہیں ہم





وہ کبھی اپنا پتہ پاتا نہیں
 حادثوں کی زد میں جو آتا نہیں

دل سے وہ نزدیک ہیں نظروں سے دور
 یہ مہمہ کوئی سمجھاتا نہیں

پتے ہیں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
 اپنے ساقی سے حجاب آتا نہیں

مرے سر آنکھوں پہ ان کا ہر سلوک
 لب پہ میں شکوہ کبھی لاتا نہیں

دین پر آتی ہے جب قسمتِ عز و نر
 دامن اپنا کون پھیلاتا نہیں





جس کے دل میں خوشی نہیں ہوتی
 اُس کے لب پر ہنسی نہیں ہوتی
 گفتگو اُن سے اور آنکھوں میں
 بات کیوں کام کی نہیں ہوتی
 کام دُنیا کے آپ کرتے ہیں
 اُس کی ہی بندگی نہیں ہوتی
 بھولے بھٹکوں کو راہ بھٹکانہ
 یہ کوئی رہبری نہیں ہوتی
 جس پہ نظرِ کرم تمہاری ہو
 اُس کو کوئی کمی نہیں ہوتی
 آپ کی عاجزی گوارا ہے
 غیر سے عاجزی نہیں ہوتی
 زندگی آپ کی امانت ہے
 یہ عزتِ آپ کی نہیں ہوتی





اب وقت کا مزاج ہے ایسا بنا ہوا

جو بے وفا ہوا وہ بڑا با وفا ہوا

حیرت ہے جھگو یہ کئے زمانے کو کیا ہوا

سب کے دلوں میں اب بھی ہے کینہ بھرا ہوا

انتہا مل کرنے سے کچھ فائدہ نہیں

چھوڑو ذرا اسی بات میں ہے کیا رکھا ہوا

کردار بھی بڑے ہوں بڑائی کے واسطے

کب اپنے منہ سے آپ بھی کوئی بڑا ہوا

دنیا کی طرح اُس کی نظر بھی بدل گئی

میں سوچتا ہی رہ گیا قصہ یہ کیا ہوا

کب تک جفا میں سہتے رہیں گے عزیزِ ہم

کیوں سب کے منہ پہ اب بھی ہے نالا پڑا ہوا





اک یہی میرے دل کو گلہ رہ گیا
کیوں میں نشہ تیری دید کا رہ گیا

سب کی نظروں میں گرنا پڑا ہے مجھے

ایک اُن کی نگاہوں میں کیا رہ گیا

اپنی مرضی کا ہر کام کرتے ہیں لوگ

صرف کہنے کو خوفِ خدا رہ گیا

چھٹ گئے سب سہارے جہاں کے مگر

دامنِ یار کا آسرا رہ گیا

جب گلستاں کی رونق ہی باقی نہیں

سوچتا ہوں گلستاں میں کیا رہ گیا

مٹ گئے سارے غم خود ہی دل سے عزیزی

اک غمِ دوست دل سے لگا رہ گیا





کیسا عجیب ہم پہ یہ عالم ہے جبر کا
پیغام دے رہیں سبھی ہم کو صبر کا

کب تک اسیرِ غم رہوں میں اس جہاں میں
لبریز ہو رہا ہے یہ پیٹیا نہ صبر کا

اتنی ہے آرزو میری اے ربِّ ذوالجلال
کٹ جائے تیرے ذکر میں کچھ حصّہ عمر کا

حسنِ خلوص سے کرو اخلاق کو وسیع
اچھا نہیں عمل یہ کسی سے بھی جبر کا

حق سے نہ منہ کو موڑنا دینا میں اے عزیز
سب کو حساب دینا ہے اک دن تو قبر کا





اب ہم پہ التفاتِ دل دوستان نہیں
تو مہرباں نہیں تو کوئی مہرباں نہیں

نہ خیمِ جگر کو مرے کوئی کیا سمجھ سکے
تیرے سوا جہاں میں کوئی رازِ داں نہیں

ہر سمت دیکھتا ہوں تم ہی تم ہو جلوہ گر
جلوے تمہارے سُن کے روشن کہاں نہیں

سوزِ غمِ فراق کی لذت عجیب ہے
میری نظر میں ایسا کوئی امتحاں نہیں

کیجئے نہ ختمِ کوششیں پیہم کا سلسلہ
محنت ہماری ہوگی کبھی نہ اُسکا نہیں

تنگ آچکا ہوں گردشِ دوراں سے اے عزیز
چل ماورائے عرش جہاں کچھ زریاں نہیں





یہ کرم ہے آنکھ جو پر نیم نہیں

دل پہ طاری سوز کا عالم نہیں

جانتی ہے یہ معال حسن گل
بے سبب یہ گری سکیم نہیں

ہم تو قرباں ہیں جفاؤں پر تیری
آزمائش کا تجھے کچھ غم نہیں

دور ماضی کیا گیا سب کچھ گیا
وہ سماں وہ پیار کا عالم نہیں

یاد رکھنا بعدِ مردن دہریں میں

تذکرے ہونگے ہمارے ہم نہیں

ہے نگاہوں میں جمالِ حسن یار

ظلمتوں سے ڈرنے والے ہم نہیں

آپ کا دامن ہے حبِ سر پر سر

پھیر لے دنیا اگر منہ غم نہیں

اک تبسم پر فدا اب جان ہوئی

اب عزتِ بے نوا کو غم نہیں



غم زدوں کو ستانے سے کیا فائدہ
دل جلوں کو جلانے سے کیا فائدہ

دے چکے ہیں جو اپنی وفا کا ثبوت
اب اُنھیں آزمانے سے کیا فائدہ

ہو سکے گر تو دل اپنے روشن کرو
ستمح محفل جلانے سے کیا فائدہ

لٹ گیا گلستاں چھا گئی ہے خزاں
اب دشمن جلانے سے کیا فائدہ

آج عزیزِ تم ہی جب غم کے شعلوں میں ہو
بے سبب مسکرانے سے کیا فائدہ





جہاں میں جیتا ہوں اکت چنچ سہی دبی لیکر
کے لطف آتا ہے جینے کا تشنگی لیکر

جو سو سکے تو جی ہو ٹوٹوں یہ تو سہی لیکر
مرے غموں کا فسانہ گلی گلی لیکر

الہی اُن کا ترپنا ہے ناگوار مجھے
سکون دے دے اُنھیں میری زندگی لیکر

نہ جانے کون تمھادہ اور کہاں سے آیا تھا
کیا ہے دل کو میرے ایک اجنبی لیکر

دلِ عزیز کہیں غمِ زندہ نہ ہو جائے
نہ آؤ رویر و آنکھوں میں تم نہ لیکر



ایک ایک پھول شاخ پہ مڑ جھاکے سو گیا
کیا باغ تھا بہار میں برباد ہو گیا

فریاد بن گئی ہے کناروں کی خاموشی
طوفان آ کے کشتیاں سب کی ڈلو گیا

ہم بھائی بھائی کی طرح رہتے تھے سب کہاں
نفرت کا بیج کون دماغوں میں بو گیا

دامن بچا رہی تھی شبِ غم بہت مگر
سیلاب میسر اشکوں کا دامن بھگو گیا

اُمیدیں غمے رکھی تھی ہم نے سکون کی
وہ آ کے دل میں اور بھی کانٹے چھبو گیا

جس نے نظر مِلانی تھی کل آپ کے عزیز
سب کی نظر میں آج وہ بدنام ہو گیا





ہجومِ غم میں بھی دل رشکِ لالہ زار نہیں
مہار میں کوئی ہنگامہ مہار نہیں

یہ اور بات ہے آ جاتی ہے سہمی ورنہ
تمہاری باتوں پہ کب ٹھکوا اعتبار نہیں
رنگاہِ شوق سے پوچھے کوئی یہ افسانہ
نظرِ جھکا کے وہ کہتے ہیں بار بار نہیں

حسین ہو پھر بھی محبت کے اس زمانے میں
تمہارے حُسن پہ دنیا کو اعتبار نہیں

زمین سے لے کے فلک تک ہے اختیار مگر
عزیزِ ہم کو محبت پہ اختیار نہیں





بُرا نہ مان تو اک بات تجھ سے کہتا ہوں
میں اس جہان میں تیرے بغیر تنہا ہوں

قدم قدم پہ غموں کا، مجھ سے یارِ نب
سنبھل سنبھل کے ہر اک راہ سے گذرتا ہوں

زباں خموش نگاہیں خموش ہیں لیکن
وہ خوب جانتے ہیں میں کیا کہتے والا ہوں

تیرے حسین خیالوں کی روشنی پا کر
بلندیوں کی ہر اک انتہا کو پہنچا ہوں

گواہ چاند ستارے ہیں آسماں پہ عزیر
کہ کتنی دیر سے میں اُس کی راہ تکتا ہوں





مینا سورج اُگا دھیر لگن میں
دھرا کیا ہے روایات کہن میں

جلاؤ خون دل یا آشیانہ
اُجالا چاہیے کچھ تو چِسمن میں

گلوں کی یاد دل سے کیا مٹے گی
رہا ہوں اک زمانے تک چمن میں

عزیز اب کیا علاج دردِ دل ہو
لگی ہے آگ میسر تن بدن میں





حادثوں کا جہاں سلسلہ بن گیا
 اُس کے گھر کا محافظ خدا بن گیا
 خاک بھی کھیا اُس زمیں کی ہوئی
 جس زمیں پر تیرا نقش پا بن گیا
 موت پیغام اپنا سنانے کو تھی
 اک تبسم تیرا آسرا بن گیا
 مجھ سے ملتے گئے حادثے جس قدر
 اور نختہ میرا حوصلہ بن گیا
 صبح بچپن وہ شام بچپن وہ
 وقت اُن کے لئے اب سزا بن گیا
 کارنامے بھی لوگوں نے ایسے کئے
 اُن کا کردار اک آئینہ بن گیا
 دوست جس کو سمجھتے رہے ہم عزیز
 وہ بھی اب تو مخالف مرا بن گیا



اُن کے جلوؤں کو میں نے جب دیکھا
دل کا عالم ہی کچھ عجب دیکھا
اُن کو برہم جو بے سبب دیکھا
ہر تمنا کو جاں بہ لب دیکھا

کوئی کیا ہو شریک غم اپنا
غیر کا درد سمجھنے کب دیکھا

غم کی تصویر لگ رہی ہیں وہ
اُن کو خاموش بیٹھے جب دیکھا

تیسرے در پہ تو سب ہی جھکتے ہیں
یہ کرشمہ بھی کچھ عجب دیکھا

وقت بدلہ غنیز حسن دن سے
با ادب کو بھی بے ادب دیکھا

تھکواے بے خبر نہیں معلوم

زلیت ہے مختصر نہیں معلوم

ہر طرف نور جلوہ گر دیکھا

کسلی ہے رنگد نہیں معلوم

یاد آیا ہے وقتِ شام کوئی

کیسے ہوگی سحر نہیں معلوم

تیرا دیوانہ جا کے منزل پر

کیوں ہوا بے خبر نہیں معلوم

بعد مدت کے ہیں کیوں کھلیں آنکھیں

کس کی ہیں منتظر نہیں معلوم

کیسے وہ درد آشنا ہوگا

جس کو دردِ جگر نہیں معلوم

میسرے کے ساتھ رہتا ہے

کون ہے ہمسفر نہیں معلوم

گرنے والوں کو تنہا لیتی ہے

کس کی ہے یہ نظر نہیں معلوم

رونقِ بزمِ بڑھ رہی ہے غزنری

کون ہے جلوہ گر نہیں معلوم





متاعِ زلیست پہ مائل جو میری ذات ہوئی
حیات بھی وہاں شرفِ ذرے حیات ہوئی

ہم اک قدم بھی جہاں اُس کی سمت بڑھے
خداے پاک کی رحمت ہمارے ساتھ ہو
تمہارا غم ہی میرے حق میں ایک نعمت ہے
مسرتوں کو جو اچھا ہوا نجات ہوئی

جہاں بھی دل میں غرور اپنے ہو گیا شامل
قسم خدا کی وہیں پر ہماری مات ہوئی
ہمارا اُن کا تعلق رہا ہے پرسوں سے
مگر نہ آج تلک ایسی کوئی بات ہوئی

بہتیں بھلانا تو ممکن نہیں ہے مجھ کو عزیز
تمہارے دم سے تو روشن مری حیات ہوئی



بن جائیں اتنے زندہ دل اے یادِ کم سے کم
ہو جائیں ہم سے حادثے بنیادِ کم سے کم

احساںِ بقتل کے مجھ پہ کئی بار آپ نے
اپنا دکھا دیا مجھے معیارِ کم سے کم

اشکوں کے بدلے لب پہ تبسم سجائیے
مجھ سے نہ ہو گا درد کا اظہارِ کم سے کم

رحمتِ قریب آپ کے آئے گی دوڑ کر
نامِ خدا تو لیجئے اک بارِ کم سے کم

کب تک جہاں میں ایسے ہی سوتے رہیں گے ہم
ہو جائیں اب تو نیند سے بیدارِ کم سے کم

کیسے سمجھ میں آئے گی یہ زندگی عزیز
حبتِ کم نہ حادثوں سے ہوں دوچارِ کم سے کم





میسرے وجود پہ کیسا خسار چھایا ہے
یہ کون آج تصور میں میسر آیا ہے

جب اُن کے حسن کا مہتاب جگمگایا ہے
شکست کھا کے اندھیروں نے سر جھکایا ہے

بھٹک رہا تھا میں تاریکیوں کے غاروں میں
تیرے کرم نے مجھے راستہ دکھایا ہے

بیری نظر میں ہے غیروں کا درد بھی اپنا
ہر ایک غم جو میرے دل میں ہے پرایا ہے

عربی دہلی پہ مجھے دوست تو نے تھام لیا
جہاں جہاں بھی قدم میرا لڑکھڑایا ہے

کچھ اور لمحوں کی یارب تو زندگی دے دے
عزیز کہہ کے کسی نے مجھے پکارا ہے





خوفناک محشر میں ایسا انتہاں ہوگا
سوچنے سمجھنے کا وقت ہی کہاں ہوگا

رنج و غم میں ہم کو بھی مسکرا کے جینا ہے
نہ اُمید ہونے سے دور غم کہاں ہوگا

کیا اُمید رکھیں ہم بے وفاز مانے سے
حال پر ہمارے اب کوئی مہرباں ہوگا

کیوں پریشیاں ہوتے ہیں آپ غم کے نالوں سے
رنج و غم کے سہنے سے حوصلہ جواں ہوگا

سوچتا ہوں میں اکثر یہ قفس میں رو رو کر
جانے کیسی حالت میں میرا آرشیاں ہوگا

دیکھ لوں عزیزِ تران کو میں بھی آج جی بھر کے
کم سے کم یوں ہی رنگین دل کا بیہ جہاں ہوگا



اِسی لئے تو مجھے درد کا مژہ نہ ملا
کہ میرے درد سے کوئی بھی آشنا نہ ملا

غمِ حیات کے اتنے بڑے سمندر میں
مجھے حیات کا اب تک کوئی پتہ نہ ملا

تمہاری کھوج میں خود کو مٹا دیا میں نے
تمہارے گھر کا مگر گھر کو کچھ پتہ نہ ملا

زمانے بھر کے خسیں یوں تو ہم نے دیکھے ہیں
جوابِ حسن مگر کوئی آپ کا نہ ملا

جہاں میں ہم کو بہت ہے وفا ہے لیکن
تمہاری طرح ہمیں کوئی بے وفانا نہ ملا

زمین سے تابع فلک احترام کرتے ہیں
کسی کو آپ کی طرح وہ مرتبہ نہ ملا

عزیز وہ تو رگِ جاں کے ہے قریب مگر
سنا ہے لوگوں کو اب تک کہیں خدا نہ ملا





پل میں آکر لوٹ جانا آپ کا اچھا نہیں
 اک جھلک سے آپ کی تو دل میں میرا بھرتا ہوں
 مشغلہ ہر دم ہے میرا آفتوں سے کھیلنا
 حادثوں کے ساننے میں سر جھکا سکتا ہوں
 جس کا جب چاہا بہا یا خون پانی کی طرح
 آنے والے وقت کو تم نے کبھی سوچا نہیں
 ہر صفحہ پر ہیں فسادوں کی ہی خبریں ان دنوں
 امن کا پیغام اخباروں میں اب ملتا نہیں
 آبرو اللہ کے گھر کی بچانے کے لئے
 جان دینے کے سوا اب تو کوئی رستہ نہیں
 کام ہم سے بھی چین کی پاسبانی کا تو لیں
 ہم وفا کے نام پر دنیائے مہنتیں دھوکہ نہیں
 اس لئے رکھتا ہوں غم کو زندگانی میں عزیز
 غم بنا تو زندگی میں لطف بھی آتا نہیں





جو دے سکے نہ رکوشنی اُس سے ضیاء مانگ
تو سنگِ دل سے رحم و کرم کی دُعا نہ مانگ

قاتل سے زندگی کا کبھی آسرا نہ مانگ
اک بے وفا سے تو کبھی عہدِ وفا نہ مانگ

طوفانِ حادثات کا ہے نامِ زندگی
ہو کر شکستہ حال تو رہے قضا نہ مانگ

کچھ بھی وفا کا پاس اگر ہے تجھے اے دوست
شانِ وفا یہی ہے وفا کا صلہ نہ مانگ

جو مانگنا ہے مانگ محبت سے تو مگر
اپنے عزیز کو کبھی کرے خفا نہ مانگ



میں سمندر میں پیاسا کھڑا رہ گیا یہ زمانہ مجھے دیکھتا رہ گیا
 اک بھی میرے دل کو گلہ نہ گیا کیوں میں تشنہ تیری دید کا رہ گیا
 لٹ گئے سب سہارا جہاں کے مگر دامنِ یار کا آسوارہ گیا
 شہر کے سارے گھر ڈھیر لیے ہوئے آنے جانے کا بس راستہ رہ گیا
 چار آنکھیں تو ان سے ہوئیں ہیں مگر دل کا باقی ابھی فیصلہ رہ گیا
 اپنی مرضی کا ہر کام کرتے ہیں لوگ صرف کہنے کو خوفِ خدا رہ گیا
 اس نے محفل میں میری غزل چھڑ دی میری آہوں کا اک سلسلہ رہ گیا
 ہم تو جھک جھک گئے شمع بجلتے رہے جانے کیا بات ہے فاصلہ رہ گیا
 گھٹ گیا دم فضاؤں میں آواز کا صرف لوگوں کا اب قہقہہ رہ گیا
 کہہ دیا میں نے غصے میں اچھا بُرا
 میرے دل میں مگر وسوسہ رہ گیا





آفتوں پر آفتیں ہیں ہم پے نازل آج کل
 بس یہی زادِ سفر ہے سوئے منزل آج کل
 پھر رہا ہے زر کی خواہش میں دیوانہ وار کیوں
 ہو رہا ہے کیوں یہ انساں خود سے غافل آج کل

جن کی اُرد و دستی کی گونج تھی چاروں طرف
 بن گئے ہیں کیوں وہی اُردو کے قاتل آج کل

ہم جسے آساں سے آساں عمر بھر کرتے رہے

ہو گئی وہ زندگی مشکل سے مشکل آج کل

دورِ حاضر کا کرشمہ کم نہیں یہ بھی عزیز

بن گیا ہے نامور بزدل سے بزدل آج کل





آگ ہے بھڑکی ہوئی ہر گل خنداں کے قریب
 کون اس حال میں جائے گا گلستاں کے قریب
 موت اک کھیل ہوا کرتی ہے دیوانوں کو
 رقص پروانوں کا ہے شمع فروزاں کے قریب
 حادثے نام سے گھبرانے لگے ہیں میرے
 جب سے آیا ہوں تیرے سایہ دامان کے قریب
 اک اک کر کے ہوئے غرق سینے سارے
 کہیں میں ہمت ہے کہ اب آئے وہ طوفان قریب
 روشنی ہوتی ہے ایمان کی نچتہ جن میں
 آنچ آئے نہیں دیتے کبھی ایساں کے قریب
 غم کے صحرایں یہی سوچ رہا ہوں کب سے
 کب مہار آئے گی آخردل دیراں کے قریب
 کسی موسم کی نہیں اپنے لئے قید عزت
 ہم تو رہتے ہیں سدا گردش دواں کے قریب





بوڑھے لفظوں سے نئے معنی نکالوں تو چلوں
 ان کو اک تازہ غزل اپنی سنالوں تو چلوں
 اپنے تن میں کوئی پاکیزہ بنا لو تو چلوں
 ذہن سے فرقہ پرستی کو مٹالوں تو چلوں
 گیت اک اور تمہیں اپنا سنالوں تو چلوں
 رنگ محفل میں تیری آج جمالوں تو چلوں
 آپ لکھ لکھ کے میرا نام مٹالیں لیکن
 ریت پہ آپ کی تصویر بنالوں تو چلوں
 مجھ سے ملن نہیں ہم سہرا تمہارے چلنا
 لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کو سمجھاؤ تو چلوں
 میل دھل جائے گا صدیوں کی بُرائی کا عزیز
 آپ کے دل میں جگہ اپنی بنالوں تو چلوں





تمہیں جب سے گریزاں دیکھتا ہوں
جہانِ دل کو و میراں دیکھتا ہوں

اندھیرے کیا ڈرا سکتے ہیں جھکو
چراغِ دل فروزاں دیکھتا ہوں

ہوا کا رخ بدلتا جا رہا ہے
مسل زورِ طوفاں دیکھتا ہوں
مقدرمیری کشتی کا تو دیکھو
میں طوفاں کو نگہباں دیکھتا ہوں

کئی خانوں میں تقسیم ہیں انساں
میں یہ کیا حالِ انساں دیکھتا ہوں

عزیزِ اس ارتقا کے دور میں بھی
ہر اک چہرہ پریشاں دیکھتا ہوں





حیرت تک ہمارے حال پہ وہ مہرباں نہیں
 منزل کی کاوشیوں میں کوئی کامراں نہیں
 ہے کون جن کے دل میں غموں کا دھواں نہیں
 غربت کی دھوپ دوستو جگ میں کہاں نہیں
 ہمدردیوں نے اور بڑھادی برہنگی
 دنیا میں بکیوں کا کوئی مہرباں نہیں
 اردو کا شکوہ کس سے کروں آج دوستو
 اس دور میں تو کوئی بھی اہل زباں نہیں
 اک پل کو میرے سر پہ بھی رک جاؤ بادلو
 نملت سے میرے سر پہ کوئی سائبان نہیں
 دل کو دکھا کے عشق کی سیڑھی پہ ہم چڑھے
 اپنے جنوں سے عقل مگر شاہ ماں نہیں
 رکھا اگر ہے پاؤں کو وہ پھونک پھونک کر
 انسان کی لغزشوں کا کوئی امتحان نہیں
 سینچا لہو سے اپنے جیسے آج تک عزیز
 اُس پیر پر ہی ہر امگر آشتیاں نہیں



ہم نے تو رکھی شمع سرِ بزمِ جلا کے
اب دیکھئے کیا کرتے ہیں جھونکے یہ ہوا کے

خاموش ہیں سب اہلِ سخنِ مصلحتِ آج
نا اہلوں نے رکھا ہے جہاں سر پہ اٹھا کے

ہستی نہیں آنکھوں سے میرے دوست کی صورت
ہر بار مٹاتا ہوں میں تصویرِ بنا کے

ہے ہم کو تیرے سامنے آنے سے تکلف
یہ بات ہی کہدیتا کوئی سامنے آ کے

آپس میں عزتِ زیاپنے ہیں سب غیر نہیں ہیں
اولاد جو آدم کی ہے بندے ہیں خدا کے





کون کہتا ہے کہیں اُس کا نشان ملتا نہیں
 کیا کوئی ایسی جگہ ہے تو جہاں ملتا نہیں
 جلیوں نے ظلم ڈھایا ہے چین میں اس قدر
 سر چھپانے کو کہیں آشیاں ملتا نہیں
 یا الہی عرش پر تو ہی مکاں دے دے کوئی
 فرشتہ پر رہے مجھے کوئی مکاں ملتا نہیں
 خوبیاں اب تو بہت مل جائیگی انسان میں
 پر غلوں دل دلوں کے درمیاں ملتا نہیں
 خوں بہایا ہمنے بھی ہے اس چین کی واسطے
 ہم کو انعام و فاکھر کیوں میاں ملتا نہیں
 ہے ضرورت تو کئی ہمدرد ملتے ہیں مگر
 وقت پڑ جائے تو کوئی مہرباں ملتا نہیں
 کیا سناؤں داستاں میں سوزشِ دل کی عزیز
 اک سوا تیرے کوئی بھی رازداں ملتا نہیں





تم اپنے دل میں جگہ ٹھکودے دیا تو کرو
 کبھی تو دل سے میرا نام لے لیا تو کرو
 نظر ملانا نہ چاہو تو کوئی بات نہیں
 لبوں پہ اپنے تبسم بچھا دیا تو کرو

سلیکے اس میں بہت رنج و غم کے افسانے
 ہمارے چہرے کو تم غور سے پڑھا تو کرو
 ہے کامرانی یقیناً تمہارے قدموں میں
 کسی بھی کام کو تم شوق سے کیا تو کرو

ہمارے درد کا احساس تم کو تب ہوگا
 تم اپنے درد کو محسوس کر لیا تو کرو
 نظر تمہاری ہے کیوں غیر کے گریباں پر
 عزیز اپنا گریباں کبھی سیاہ تو کرو





خوداریوں کا ساتھ بھی چھوڑا نہیں کبھی
 بربادیوں پہ اپنی میں روپا نہیں کبھی
 عقل و خرد سے کام جو لیتا نہیں کبھی
 منزل وہ اپنی ترسیت کی پاتا نہیں کبھی
 حالانکہ وقت ہم پہ بھی فاقوں تک آگیا
 لیکن ضمیر ہم نے تو بھیچا نہیں کبھی
 چہرہ تو چھپ بھی جائے گا پھر بھی نقاب میں
 چہرے سے دل کا راز تو پوچھتا نہیں کبھی
 غیروں کی فکر کرتے رہے زندگی تمام
 خود کے لئے کچھ آپ نے سوچا نہیں کبھی
 توڑا قدم قدم پہ زمانے نے میرا دل
 میں نے کسی کے دل کو توڑا نہیں کبھی
 احساس درد اس کو کھنڈا کیسے ہو عزیز
 اک پل بھی جس نے درد کو پالا نہیں کبھی





وہیں حاصل مجھے معراجِ حسنِ بندگی ہوگی
خیالِ یارِ میں بس دمِ فنا یہ زندگی ہوگی

ہمارے خانہٴ دل میں جنوں کی روشنی ہوگی
تمہارے اک تبسم پر ہماری زندگی ہوگی

سرا پایا رہ کا ہو کر مکمل صورتِ غم ہوں
بتائیں اہلِ دل مجھ کو کہ کیسے زندگی ہوگی

کرے کیا کوئی اندازہ جنوںِ عشقِ کامرے
ہزاروں زالیوں میں ل کی دنیا بٹ گئی ہوگی

عزیزانِ وطن کیونکر نہ کرتے اتباعِ مری
وہ نقادِ سخن ہوں جب کو دنیا جانتی ہوگی





معصوم ہوا کرتے ہیں برست کے چھو اور کاٹتے رہتے ہیں میرے ساتھ چھو
 سوؤں تو بھلا کیسے میں اپنے مکاں میں سونے نہیں دیتے مجھے حالات کے چھو
 کیا بات ہے بستر پہ میری رنگ لہ ہے میں پھر آج سرشام سے جذبات کے چھو
 چپکی سے انہیں خود ہی جھک دیتا ہوا کتر چڑھ جاتے ہیں جب تبسم پہ آفات کے چھو
 لکھا ہے یہ حسرت نے بھی تمہرو نے بھی لوگو دیتے ہیں دلا سہ بھی حوالات کے چھو
 منزل کی طرف بڑھتے ہی رک جاؤں یا دل سراپا اٹھاتے ہیں سوالات کے چھو
 سچ دھج کے میرا منے آجاتے ہیں کچھ لوگ قابو میں نہیں رہتے ہیں جذبات کے چھو

آپس میں عزت زہم کو لڑاتے ہی رہینگے
 جینے نہیں دینگے یہ بڑی ذات کے چھو





ایک مضبوط ساسینے میں جگر رکھتے ہیں

ہم مصائب میں بھی جینے کا ہنر رکھتے ہیں

میرے اس شہر میں وہ لوگ اثر رکھتے ہیں

شاعری میں جو مقام اپنا صفر رکھتے ہیں

اس طرف کو ہے خیزاں اور بہاریں ہیں ادھر

دیکھئے اپنا قدم اب وہ کیدھر رکھتے ہیں

آپکے عشق میں دیوانے کہیں رکتے ہیں

گردش پا میں وہ پیہم ہی سفر رکھتے ہیں

کیا ہماری بھی کبھی یاد ستاتی ہے انھیں

ہم تصور میں جنہیں شام دھڑکھتے ہیں

باتوں باتوں میں جو کرتے ہیں انا کے ٹکڑے

ایسے لوگوں سے بھی ہم ربط مگر رکھتے ہیں

لڑکھڑا جاو گے سمجھے نہ چلوں میرے عزیز

ہم سخن فہم نہی اپنی ڈگر رکھتے ہیں





خدا را کیجے نہ زحمت نقاب اٹھائے کی
 فضا خراب ہے بدلے ہوئے زمانے کی
 بڑھا و حوصلہ ٹوٹے دلوں کا اسے لوگو
 کرو نہ بات نہ کبھی دل کے ٹوٹ جانے کی
 خدا بھی ڈالے گا عیبوں پہ آپ کے پردہ
 پر اسے عیب کو کوشش کریں چھپانے کی
 میں اپنے خون سے لکھتا ہوں وقت کا لوحہ
 بلا سبب مجھے عادت مہنیں رُلانے کی
 ہمارے گھر سے نکلنے پہ اب ہے پابندی
 مہنیں تو چھوٹ ہے ہر روز آنے جانے کی
 مہنیں ہے طاقت پر وار بازوؤں میں مگر
 سنائی دیتی ہے آواز پھڑپھڑانے کی
 میرے وجود سے لپٹی ہوئی ہے خاموشی
 مگر میں سنتا ہوں آواز کھٹکھٹانے کی
 عزیز اس کا تعاقب میں روز کرتا ہوں
 محبت ادا ہے دبے پاؤں اس کے آنیکی



تم کیا گئے کہ بزم کی رونق نکل گئی
گو یا بہار آ کے خزاں میں بدل گئی

تابِ جمال لانہ سکے اُن کے روبرو
اک آرزوئے دیدھی وہ بھی نکل گئی

اے چشمِ یار تیری عنایت کا شکریہ
تو مہرباں ہوئی میری دنیا بدل گئی
سوزِ غمِ فراق کا عالم نہ پوچھئے
دنیاے دل تباہ ہوئی اور جل گئی

میرا سرِ نیاز تھا آغوشِ حسن میں
میں سرگراں رہا تو یہ حسرت نکل گئی
میری جبین کو نقشِ کف پاکی ہے تلاش
کیسے کہوں کہ حسرتِ سجدہ نکل گئی

اس واسطے عزیزِ کمانٹوں سے دوستی
ہوئے وفا تو خنجرِ وگل سے نکل گئی





تاریکیوں میں کوئی تو تنویر چاہیے
غم دور کرنے آپ کی تصویر چاہیے

خبر نہ ہاتھ میں کوئی شمشیر چاہیے
جو انقلاب لائے وہ تھریر چاہیے

پہنادی اُن کو پھولوں کی زنجیرِ وقت نے
لوہا کی جن کے پاؤں میں زنجیر چاہیے

اپنے تلے کا جس سے اندھیرا نہ دور ہو
ہم کو نہ ایسی شمع کی تنویر چاہیے

سب کے نصیب میں کہاں دیدار آپ کا
دیدار کرنے آپ کا تقدیر چاہیے

غیروں کو درس دینے سے بہتر اے عزیز
اپنے عمل کی پہلے تو تعمیر چاہیے





نقشِ قدم بھی اُن کے عجب کام کر گئے
بگڑے ہوئے نصیب ہمارے سنور گئے

جب کچھ نہ بن سکا تو وہ بدنام کر گئے
اک بے وفا کا مجھ پہ وہ الزام دھر گئے

اس واسطے اُلجھ گئی کانٹوں میں زندگی
جس راہ پر نہ جانا تھا اس راہ پر گئے

لب پر جو اُن کے ایک تبسم محسوس کیا
دل میں ہمارے خوشیوں کے موتی بکھر گئے

دہ کیا ٹینگے حق و صداقت کے نام پر
جن کے ضمیر دہر میں اے دوست مر گئے

ہم نے کہی جو چار میں حق بات اے عزیز
سینوں میں حاسدوں کے بھی خنجر اتر گئے





سہر دور ہے سکوں یہ کہاں چھوٹی تاب ہے
کم ہے خوشی زمانے میں غم بے حساب ہے

پہنچا دیا کہاں سے کہاں انقلاب تے
چہروں پہ سب کے مصلحتوں کی نقاب ہے

بھولے سے بھی غرور نہ کیجئے حیات پر
انساں کی زندگی کافی تو مثلِ حباب ہے

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ساقی نہ مٹے پلا
چھوٹی ذرا نہ کہنے کی عادت خراب ہے

مدّت کے بعد آج ملے ہیں عزیز آپ
کس حال میں اب آپ کا چہرہ تھا شباب ہے





کھل کے اقرار و فنا مجھ سے وہ کرتا ہی نہیں
 بے تکلف وہ کبھی سنے آتا ہی نہیں
 تیرے دیدار سے کیوں جی میرا بھرتا ہی نہیں
 ایسا لگتا ہے کہ میں نے تجھے دیکھا ہی نہیں
 جس کے سینے میں کلجے کی جگہ پتھر ہو
 بچھڑے لوگوں کے لئے وہ تو ترپتا ہی نہیں

صرف کم ظرف ہی لاتا ہے زباں پر اپنی
 ظرف والا کبھی احسان جتاتا ہی نہیں
 گھر کا جلنا تو ہر اک آنکھ نے دیکھا ہو گا
 دل کا جلنا تو کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں

دور کر لیجئے عزیز دل کی غلط فہمی کو
 ترکِ الفت کا میرے دل میں ارادہ ہی نہیں





رونے کا وقت ہے نہ رلانے کا وقت ہے
حالات کی روش کو بنانے کا وقت ہے

احساں اپنے دل میں جگانے کا وقت ہے
حق کی صدا کو آج پہ لانے کا وقت ہے

تاریکیوں میں کیسے گزار نیگے زندگی
سورج نیا جہاں میں اُگانے کا وقت ہے

غیروں پر تکیہ کرنے سے کچھ فائدہ نہیں
خود اپنا بوجھ آپا ٹھانے کا وقت ہے

کیا اُن کے سر کی آج قسم کھائے عترتِ
انہی قسم کو آپ ہی کھانے کا وقت ہے





شمع کو بس تیر گئی میں ہی جلانا چاہیے
دوستوں کو وقت پر ہی آزمانا چاہیے

انساں کو ہر بُرائی سے کترانا چاہیے
اچھی ہر ایک بات کو اپنانا چاہیے

تنہائیوں میں دل سے کبھی کر کے مشورہ
اُچھی ہر ایک بات کو سلجھانا چاہیے

ہر شے میں حسنِ یار کی کرتار ہے تلاش
ایسا ہی جھکوا کے دل دیوانہ چاہیے

جوشِ جنوں ہجوم میں کیوں سرد سرد ہے
شاید عزتِ پھر اُسے دیرانا چاہیے





اُس کے چہرے پہ کہاں رنچ و لال آتا ہے
مسکراتے کا جیسے غم میں کمال آتا ہے

تیسرے در سے جو بشر ہو کے بحال آتا ہے
زندگی میں نہ کبھی اُس کو زوال آتا ہے
وقت جب مہین کے حیوان کی کھال آتا ہے
درد مندوں کا کہاں اُس کو خیال آتا ہے

ایک شاعر کا مقام آپ نے سمجھا ہی نہیں
ذہن شاعر کا سمندر کو کھنگال آتا ہے
ہم تو ہر روز تمہیں یاد کیا کرتے ہیں
کیا تمہارا بھی کبھی تم کو خیال آتا ہے

کیفیت دل کی عزیز اور سی ہو جاتی ہے
جب تصور میں تیرا حسن و جمال آتا ہے





وہ نقابِ رخ اُلٹ کر سرِ عام آنے جائے
 مجھے ڈر ہے مجھ سے کرنے وہ کلام آنے جائے
 میں بلند یوں پہ جا کر کہیں نیچے کرنے جاؤں
 ہری زندگی میں یارب وہ مقام آنے جائے
 مجھے خوف ہے کہ رسوا سرِ نزم ہونے جاؤں
 سرِ نزم اُن کے لب پر مرا نام آنے جائے
 میرے ساتھ ساتھ اُنکی ہے نگاہِ لطفِ یارب
 کہیں ایسے میں جدائی کا پیام آنے جائے
 میری ان مسرتوں پر کہیں پھر نہ جائے پانی
 مجھے یاد ہجرت کی شبِ سرِ شام آنے جائے
 ہے عزتِ اُن کے عارض پہ بہارِ گیسوؤں کی
 کہیں گردشِ زمانہ تہہ دام آنے جائے





غم کا صحرایا ہوا ہوں میں
اپنے اندر ہی دور ہا ہوں میں

راہ بھٹکے تو یاد کر لینا

اے مسافر تیرا پتہ ہوں میں
دیکھ کر کیا کروں گا دنیا کو
طالب دید آپ کا ہوں میں

حق کی تعمیر میں ہوا رسوا

کون کہتا ہے بے وفا ہوں میں
جانے گل کر دے کب کبھو نکا
ٹمٹاتا ہوا دیا ہوں میں

میری آنکھوں میں جھانکر دیکھو

کس کے جلوؤں کا آئینہ ہوں میں

کیا ڈرائینگے حادثے مجھ کو

حادثوں میں تو پل رہا ہوں میں

نہیں کھلتا بھرمِ عزت میرا

کیا خبر کس کا مدعا ہوں میں



ہم جہاں حوصلہ مندی پہا تر آتے ہیں
 حار تے خوف زدہ ہم کو نظر آتے ہیں
 رونے والے تو ذرا دیکھ تو میری جانب
 میری آنکھوں میں کہیں اشک نظر آتے ہیں
 حیب بھی آتا ہوں میں بنیادِ شمیم رکھنے
 پشتوانی کے لئے برقِ شر آتے ہیں
 غمزدہ چہروں پہ آجاتی رولتِ اکیم
 لے کے ہم سب کے لئے اچھی خبر آتے ہیں
 بے ہنر کے لئے دشوار ہے جینا لیکن
 نشان سے جینے کے اب سب کو ہنر آتے ہیں
 اُن کی محفل میں عزتِ نیا تو کیا ہوں لیکن
 کتنے الزام نہ جانے میرے سر آتے ہیں





جس دل میں اُسکے پیار کے طوفاں نہیں رہے
ساحل پہ اس کے آنے کے امکان نہیں رہے

فضل و کرم سے تیکر پر بیتاں نہیں رہے
ہم حادثوں کی بھڑیلی حیراں نہیں رہے

حالانکہ وقت ہم پہ بھی آیا خراب تھا
لیکن کسی کے آگے لپٹیاں نہیں رہے

کوہ دارِ حن کا زندہ ہے دنیا میں آج بھی
افسوس اس جہاں میں وہ انساں نہیں رہے

اُن سے نظر ملانے کا فیضان ہے عزتِ
دُنیا سے دل لگانے کے ارماں نہیں رہے





جلوہ دکھا کے بزم سے تم کیا نکل گئے
دل میں تمہاری دید کے ارماں چل گئے

شاید کہ کوئی زخم میرے دل کا بڑھ گیا
آنکھوں سے میری اشکوں کے دریا اُبل گئے

رکھتے نہ تھے مقام جو کل تک جہاں میں
وہ دیکھتے ہی دیکھتے کتنے بدل گئے

بھولے نہیں سکتے ہیں خوشیوں سے چند لوگ
دیکھا گیا نہ محن سے وہی لوگ جل گئے

ہم کامراں وہاں سے نکل آئے ہیں عزیز
اہل زمانہ ہاتھ جہاں پر مسل گئے





کون ہے جو میری نظروں میں سدا پھرتا ہے
 کبھی ملتا نہیں اور ساتھ لگا پھرتا ہے

جس نے کل آگ لگائی تھی چمن میں ہر سو
 پار سا آج وہ گلشن میں بنا پھرتا ہے

جیت تک اغراض ہیں وابستہ بھی پھرتے ہیں
 بے غرضی کس کے لئے کون بھلا پھرتا ہے

زندگانی کا ظہور ایسا ہے بحرِ غم میں
 بلبلا ہے کہ سرِ آب بہا پھرتا ہے

جو کبھی حل نہیں سکتا تھا زمیں پر یارو
 دوش پر اب وہ خلاؤں کے اڑا پھرتا ہے

مستحق ہے وہی انسان بڑائی کا عزیز
 ہر بڑائی سے جو انسان بچا پھرتا ہے



تیری بے رُخی سے ہمد یہ فضا بدل نہ جائے
اسی غم کو سہتے سہتے میرا دم نکل نہ جائے

میکر سامنے نہ آنا تو اے دلربا ستور کے
کہیں ضبط کی حد سے مراد دل نکل نہ جائے

میری چشمِ منتظر کو تیری دید ہو میسر
تیکر انتظار میں اب یہ شباب ٹھل نہ جائے

باکمالِ رازداری میں خموش ہوں ازل سے
سرِ بزمِ تھکوپا کر مراد دل چل نہ جائے

اے عزیزِ اُن سے ہر دم ذرا باخبری رہنا
وہ وفا میں کرتے کرتے کوئی چال چل نہ جائے





راہِ وفا میں یوں نہ مجھے آزمائیے

پھولوں کے بدلے راہ میں کانٹے بچھائیے

نفرت مٹائے نہ محبت بڑھائیے

آئینہ اپنے آپ کو اک دن دکھائیے

کانٹوں سے پیر، سن کو بچانے کے دن گئے

اس دور میں تو پھولوں سے دامن بچائیے

تقدیر جاگ اٹھے گی اک روز آپ ہی

تدبیر کو تو اپنا مقدر بنائیے

بیمبھیں ہیں ہم بھی اس لگائے ہوئے حضور

دل توڑ کہہ سارا خدا را نہ جانیے

کب تک حضور آپ رہیں غم کی چھاؤں میں

اب تو ذرا خدا کے لئے مسکرائیے

حاشد ہیں جو زمانے میں اُن سب کو اے عزیز

ہیرے چمکتے رہتے ہیں اتنا بتائیے





اس طرح اپنے درد کی چادر چوڑی ہے
 آنکھوں سے آنسوؤں کا سمندر چوڑی ہے
 دریا چوڑی ہے نہ سمندر چوڑی ہے
 بہت اگر ہے اپنا مقدر چوڑی ہے

لکھے گا اس میں کتنے غریبوں کا خونِ دل
 مکرو و فریب کی ڈرا چادر چوڑی ہے

گھائل ہوئے ہیں آپ خود اپنے خیال سے
 کس نے کہا کہ آپ سے جہنم چوڑی ہے

تدبیر کے بغیر مقدر نہیں غزیر
 کیا مل سکے گا لاکھ مقدر چوڑی ہے





حس جگہ جلوے عیاں دوست تمہارے ہونگے
رقص کرتے دیاں دن رات ستارے ہونگے

بے خبر حشیش چراغِ خالد کے منانے والے
تیری محفل میں کئی درد کے مارے ہونگے

چاہنے والے تیرے حسنِ تغافل کی قسم
ہم نے کس طرح شبِ روزِ گذارے ہونگے

میرا ایمان ہے میدانِ قیامت میں عزیز
جب ہمیں ہو گا کوئی آپ ہمارے ہونگے





آپ فاموش یہ دیکھنے کے متاثرہ کیسے
زندگی سیری بنی ایک کھلونا کیسے

آج دنیا میں لہو بہتا ہے انسانوں کا
آج کل خون ہے پانی سے بھی سستا کیسے

لوگ ڈرتے ہیں یہاں حق کو بیاں کرنے سے
پڑھ گیا منہ یہ زمانے کے یہ تالا کیسے

قیمتی پڑھ گئیں بازار میں ہر اک شے کی
اب گرائی میں کوئی نشان سے جیلا کیسے

میں تو خود چور ہوں زخموں سے مہا سے عزتِ
مضطرب دل کو میں اب دوں تو دلا کیسے



بہار تو بھی غلط دل کشی بھی جھوٹی ہے
چمن کے لالہ و گل کی ہنسی بھی جھوٹی ہے

یقین آتا نہیں تم بھی ہو خفا ہم سے
نظر ملا کے کہو بے رنجی بھی جھوٹی ہے

ہٹاؤ بادہ کشو سائے سے پیمانے
سرور کیف غلط مٹے کشی بھی جھوٹی ہے

برائے دل تو اک بات عرض کرتا ہوں
اندھری رات میں یہ دل کشی بھی جھوٹی ہے
بھروسہ کیا کہ وہ کب ساتھ چھوڑ دے تیرا
یہ چند روز تیری زندگی بھی جھوٹی ہے

یہ غم نہیں کہ فریبی مجھے سمجھتے ہیں

ہر ایک بات نگر آپ کی بھی جھوٹی ہے

متاعِ نرمی محبت کو میری جھٹلا کر
کسی کے ساتھ سہی دوستی بھی جھوٹی ہے

عزیز آج کی دنیا ہے جھوٹ کی دنیا
ہمارے عہد کی دانشوری بھی جھوٹی ہے



اسیرِ غم ہوں میں صدیوں سے کربِ حال مجھے
 غموں کے گہرے سمندر سے اب نکال مجھے
 میں گر رہا ہوں ذرا تو ہی اب سنبھال مجھے
 بُرائیوں کے سمندر سے اب نکال مجھے
 ملی نصیب سے ہے زلیلتِ لازوال مجھے
 تیرے کرم نے بنایا ہے بے مثال مجھے
 تمام رات گزاری ہے کروٹیں لے کر
 تمہارا آتار ہا رات بھر خیال مجھے
 ہر ایک بات پہ کرتا ہے مجھ سے لافِ گزاف
 کہیں کارہے نہ دے گا یہ ابتدال مجھے
 بکھر نہ جاٹے کہیں ریت میری ہستی کی
 ہوا میں گیند کی طرح سے مت اچھال مجھے
 میں تسلیوں کی طرح گلِ رخوں میں رہتا ہوں
 نہ آبلے نہ کبھی آئے گا زوال مجھے
 عزیزِ عرش سے اٹھکر زمیں پہ کیوں آئے
 سنا تارہتا ہے اکثر یہی خیال مجھے



ہاتھوں سے بلاؤں کو خود سمنے بلایا ہے
جو کچھ بھی کیا سمنے وہ سائے آیلے

دو چار ہیں وہ انساں اب قہرا الہی سے
یارب ستیری مسجد کو جس جس نے بھی ڈھایا ہے

شہروں میں ویا پھیلی صورت میں عذابوں کی
انجام جفاوں کا قدرت نے دکھایا ہے

کیا دو گے جواب اس کا دربار الہی میں
بے وجہ غریبوں کو جو تم نے ستایا ہے

خالق بھی عزیزان کو سینے سے لگائے گا
جس نے بھی یتیموں کو سینے سے لگایا ہے





منزل ہے صرف پیار کی صبر و قرار کی
سیکھایہ ہم نے بیٹھے صحبت میں چار کی

وعدہ خلائفوں سے تیری پوچھتا ہوں میں
لمبی ہے عمر کتنی شب انتظار کی

ساحل دکھائی دینے لگا ہے قریب سے
طوفاں کی سمت میں نے جو راہ اختیار کی

دولت کے پیچھے دوڑنا بے فیض ہو گیا
آئی نہ ہاتھ کھیر بھی وہ کوشش ہزار کی

شاداب زندگی جو عطا کی عزتیر کو
یہ ہیں نوازش میسر پروردگار کی





عجب طوفان میں کشتی پھنسی ہے
نہ چلتی ہے نہ ظالم ڈوبتی ہے

کچھ اس انداز کی اُن کی ہنسی ہے
کلی جیسے چمن میں کھل رہی ہے

کریں کیا مستقل ہم گھر بنا کر
ہماری زندگی تو عارضی ہے

جلائے جا رہے ہیں زندہ انسان
وطن میں اپنے کتنی موشنی ہے

ابھی امکاں ہے اُن کے آنے کا
ابھی تاروں میں کچھ کچھ روشنی ہے

ہمیں برباد کر کے خوش ہے کوئی
عزیز اس بات کی ہم کو خوشی ہے





ظالم و نفرت جھوٹ ہی جب زلیست کا معیار ہے
 کس سے پوچھیں کون ہم میں صاحبِ کردار ہے
 چھپ نہیں سکتا تبسم سے تمہارا غم کبھی
 غم کا چہرے سے تمہارے خود بخود اظہار ہے
 ہر جگہ نونِ ریزوں کی چھپے ہی ہیں سرخیاں
 بھیکا بھیکا آنسوؤں میں آج کا اخبار ہے
 ہو سکے تو دستِ تازک سے اسے چھو لیجئے
 آپ کے گھر میں چھپا تھا ہاں یہی وہ خار ہے
 آدمی کے کام آئے آدمیت پر مرے
 جس میں یہ خوبی نہ ہو وہ آدمی بیکار ہے
 چھینیں آہیں آہوں زاری توں میں لٹی دھجیاں
 کس قدر جاذبِ نظر یہ آپ کی سرکار ہے
 آپ اب ہر شے کو سدھاکر نہیں سکتے غزنو
 دیکھ لیجئے آڑھی ٹیڑی وقت کی رفتار ہے





ایک جھلک دیکھ کر دیکھتے رہ گئے دید آور عمر بھر دیکھتے رہ گئے
 اُس کا پُر کیف سن سرا پہ جمال خود کو ہم بھول کر دیکھتے رہ گئے
 دل کی ہر بات سونلک چل پڑی ہم دُعا کا اثر دیکھتے رہ گئے
 ختم میرے سخن پر ہوا اعتبار ٹھیکو سب معتبر دیکھتے رہ گئے
 بوریان کی آمد پہ لایا گیا وہ مگر میرا گھر دیکھتے رہ گئے
 داد سب لوٹ کر لے گئے بے سہر اور اہل سہر دیکھتے رہ گئے

ترشگی بڑھ گئی میری اتنی عزت
 ٹھیکو سب چارہ گر دیکھتے رہ گئے





بخش تیری وفا نے عجب حوصلہ مجھے
 رکھتے ہیں اپنی آنکھ میں اہل وفا مجھے
 ورنہ یہ زندگی تو کسی کام کی نہ تھی
 تیرے کرم نے کر دیا ذی حوصلہ مجھے
 میں چل پڑا سفر میں تیرا نام لیکے جب
 اتنی محال کس میں تھی جو روکتا مجھے
 ڈرتا ہوں میں فریب محبت سے غیر کی
 اکثر وفا کے نام پہ دھوکہ ہوا مجھے
 سر کو جھکاؤں گا میں اُسی سرزمین پر
 مل جاؤں جس جگہ بھی تیرا نقش پایا مجھے
 میں ان کا آئینہ ہوں وہ ہیں میرا آئینہ
 اپنا مقام کیا ہے نظر آ گیا مجھے
 میں نے تو اپنا سفر حق محبت ادا کیا
 دُنیا سمجھ رہی ہے خدا جانے کیا مجھے
 کتنی ہے کیسی فرقت غم مجھ پہ اے عزیز
 تو آ کے ایک پل ہی ذرا دیکھ جا مجھے



مجھے یقین ہے محفوظ ہوں بلاؤں سے

پلہ بڑا ہوں بزرگوں کی بی عاؤں سے

میں کلمہ گو ہوں ستا لو قدم قدم پہ مجھے

بڑھیکا حوصلہ میرا انہی سزاؤں سے

ہے سر پہ سایہ میرے یوسفین بابا کا

چراغ مجھ نہ سکے کامیرا ہواؤں سے

وفا پرست ہیں اور بے وفائی کرتے ہیں

خدا بچائے زمانے کو بے وفاؤں سے

میں روشنی ہوں دلوں کو میں چہر دیتا ہوں

نہ ڈھانپے میرے سوچ کو اب ریداؤں سے

مہنیں ہے طاقت پر داز پھر بھی اے لوگو

ہماری بات مگر ہوتی ہے ہواؤں سے

بچا کے گھنٹی اُٹھیں تم جگا نہیں سکتے

ملے گا کیا تمہیں تھپکے اُن خداؤں سے

عزیز رکھئے ذرا سر سنبھال کر اپنا

اسب آئیے یہاں تھپکے زیناؤں سے



ہر شخص مجھے دیکھ کے کیوں چین نہیں ہے
درپردہ کسی کا یہ اشارہ تو نہیں ہے

ظالم کی کوئی بات بھروسے کی نہیں ہے
دل ہیکہ ہر اک حال میں مجبور یقیں ہے

کس بات کا احساس نہ مانے کو دلائیں
لوگوں کو کسی بات کا احساس نہیں ہے

کیا شان محبت ہے سمجھ میں نہیں آتی
نظروں سے وہی دور ہے جو دل کے قریں ہے

داغوں سے منور ہے شبِ غم کا اندھرا

یہ دل کی زمیں ہے یا ستاروں کی زمیں ہے

اپنے لئے کچھ غور کا موقعہ نہیں ملتا

اس طرح تیری شکل میں نہ بن نہیں ہے

معیار بس اتنا ہے عزتِ اپنی نظر کا

نظروں میں رہے حسن تو ہر چیز میں ہے





کل بھی حیات ہم نے گزاری خوشی کے ساتھ
ہم جی رہے ہیں آج بھی زندہ دلی کے ساتھ

رہتے دو اپنے غم کو میری زندگی کے ساتھ
جینا اسی کے ساتھ ہے مرنا اسی کے ساتھ
منزل ہمارے قدموں میں خود کھینچ کے آگئی
جب بھی کیا ہے عزم سفر نجات کے ساتھ

کب وہ دل و نگاہ میں میرے سمائیں گے
ہے انتظار اُن کا بڑی بے کلی کے ساتھ

اسیان بیچ ڈالا ہے دولت کے واسطے

کیا قبر میں بھی آئی ہے دولت کسی کے ساتھ

اک پل تو مسکرا کے ملو مجھ غریب سے
کھلتے نہیں پھول دل میں تمہاری ہنسی کے ساتھ

یکساں رہا نہ وقت کسی پر بھی اے عزیز

غم ہیں کسی کے ساتھ تو خوشیاں کسی کے ساتھ





شعورِ حسنِ نظر دے کے ذی مقام کیا
وہ جس کو چاہا دو عالم نے احترام کیا
تیرا مقام مجھے خود ہی ہو گیا معلوم
ہر ایک شے نے جو جھک کر مجھے سلام کیا

یہ اُن کی شانِ تغافل کا اک کرشمہ ہے
نظرِ نظریں جو قصہ میرا تمام کیا
اُٹھاکے بارِ امانت جو مسکرانے لگا
یہ میرا ظرف تھا جو تیرا احترام کیا

سجائے عرشِ معلیٰ کو اپنے جلوؤں سے
تیرے لئے میری قدرت نے انتظام کیا
وہ کعبہ بن گیا اہلِ وفا کا دنیا میں
جہاں عزتِ راہنوں نے کبھی قیام کیا





تیرا سایہ رہتا ہے ایسے دل کے درپن پر
اختیار ہو جیسے جھکو میرے تن من پر

مصلحت ہے کیا اس میں کچھ بتا میرے مولیٰ
سنیکڑوں نشانہ میں اک میرے دشمن پر

اس جہن کو سینچا ہے اپنے خون سے ہم نے
ہے جال کس میں جو آنکھ اٹھائے گلشن پر

حسنِ رخ بھی چھین چھین کر مثلِ سایہ اُبھرا ہے
جب نظر پڑی میری اُن کے در کی حلیم پر

غم کے تیرے دودھارے زندگی کے ساتھی ہیں
ہو گئے پریشاں کیوں اک ذرا سی اُلجھن پر

کیا سے کیا بنا ڈالا جھکو تیری اُلفت نے
نازہ میں کروں جتنا کم ہے میرے ساجن پر

اے عزیزِ بڑھتی ہے بات باتوں باتوں میں
دیکھئے نہ آجائے داغ دل کے درپن پر





دل اپنا اگر ظلم کاخوں گر نہیں ہوتا
 ہاتھوں میں کسی شخص کے پتھر نہیں ہوتا
 اشکوں کا اثر چاک دلوں پر نہیں ہوتا
 شبنم سے کبھی دامن گلِ تر نہیں ہوتا
 کیا بات ہے وہ دل کو سکوں دے تو رہے ہیں
 اور دل کو سکوں ہے کہ میسر نہیں ہوتا
 لے دے کے سوال ایک تبسم کا ہے ورنہ
 ہر پھول بہاروں کا پیسر نہیں ہوتا
 قد آوری انسان کو ملتی ہے عمل سے
 باتوں سے نقطہ کوئی قد آور نہیں ہوتا
 مفہومِ مقدر سے تو واقف نہیں ناداں
 ہاتھوں کی لکیروں میں مقدر نہیں ہوتا
 رہتے ہیں عزیز اپنے تصور میں وہ جب تک
 احساسِ خود اپنا ہمیں اکثر نہیں ہوتا





وہ درخت جھیل اور تم وہ اُچھلتا نیلا پانی

میرے پاس اب یہی ہے میری پیار کی نشانی

میل دل ہے زخمی زخمی مری آنکھ پانی پانی

مجھے یاد ہے ابھی تک تیرے درد کی کہانی

ذرا دھڑکے ہو لو ہے یہ میرے دوست کا جنازہ

اُسے موت آگئی ہے سیرِ بزمِ ناگہانی

میں بھلاؤں تجھ کو کیسے مجھے یاد ہے ابھی تک

تیرا کھلکھلا کے مہنا تیرا طرزِ خوش بیانی

میری زندگی تو گزری اے عزیزِ حادثوں میں

نہ ہی میں رہا سفر میں نہ ہی میں نے ہار مانی



اکمل چہرہ آبادی مہوم کو خراجِ عقیدت



کھاتا ہے جتنی چوٹیں انسان زندگی میں

احساس اور تازہ ہوتا ہے آدمی میں

لوں گھوٹتے ہیں خنجر احبابِ زندگی میں

کرتے ہیں طنز اکثر ہم پر سہی سہی میں

انسان تو بہت ہیں اس دور بے حسی میں

انسانیت کا جذبہ دیکھا نہیں کسی میں

خود اپنے دست و بازو ہوتے تین پہ بھاری

ایسا بھی اک زمانہ آتا ہے زندگی میں

مغرور کا سر اوجھارتا نہیں ہمیشہ

جھک کر ہر اک سے ملے ہے آبرو اسی میں

ملتا ہے اک سہارا اُس کو عزیز اکثر

کھویا ہے رات دن جو اُسکی ہی عاشقی میں





ہو کے مایوس وہ کبھو نہ گیا
 لے کے خالی کبھی سُبُو نہ گیا
 کھل اُٹھے پھول پھر صداقت کے
 رائیگاں اپنا یہ لہو نہ گیا
 ویسے رہتے ہیں ساتھ پھولوں کے
 اُن کا وہ طہز گفتگو نہ گیا
 کوشش لاکھ کیں بھُلانے کی
 دل سے میر وہ خویر و نہ گیا
 دیکھ کے اشک اُن کی آنکھوں میں
 میں کبھی اس کے روبرو نہ گیا
 ماسوا آپ کے غلاموں کے
 کوئی دُنیا سے سرخرو نہ گیا
 سونی سونی فضا ہے آج عزیز
 ہم سا محفل میں خوش گلو نہ گیا





خزاں کا دور گیا موسم بہار کے بعد
 قرار دل کو ملا ہے تمہارے پیار کے بعد
 وقار آتا نہیں لوٹ کر غبار کے بعد
 پتہ چلے گا تمہیں اس کا اقتدار کے بعد
 اسے نہ کھونا کبھی زلیست کے ظلام میں
 یہ وقت آتا ہے برسوں کے انتظار کے بعد
 تمہیں بہار کی وقعت سمجھ میں کیا آے
 بہار کیا تھی چلے گا پتہ بہار کے بعد
 ہزار بار بھروسہ کیا ہے اس پہ عزیز
 اب اس پہ شک بھی کریں کیسے اعتبار کے بعد
 عزیز کیسے کہیں امن اور سکون اس کو
 سکوت چھایا گیا ذہنوں پہ انتشار کے بعد





قریا تیاں دے دے کے وطن ہم نے بنایا
 رٹی کو لہو دے کے چین ہم نے بنایا
 تہ رخیر ہوئی دھرتی میری سب کے لہو سے
 ہر ایک شجر سا یہ فگن ہم نے بنایا
 غصے میں بھی وہ سنس کے ملا کرتے ہیں ہم سے
 روتوں کو ہنسانے کا یہ فن ہم نے بنایا
 لفظوں کو خیالات کی ڈوری میں پیرو کے
 معنوں کا حیس رنگیں کفن ہم نے بنایا
 دیکھا ہے زمانے نے لہو میرا بہا ہے
 لوگوں کا بچہ دعویٰ کے چین ہم نے بنایا
 ہاں آج عزیز آپ تو گنہگار ہی ہوتے
 گاگا کے غزل رنگ سخن ہم نے بنایا



سرشار میرے دل کو کیا ستی و فانی
 جیسے گلِ خنداں کو چھوا تیز ہوانے
 لگڑی ہوئی ہر بات بنائی ہے زخمی
 ہر موڑ پہ اس طرح نوازہ ہے خدا نے
 یہ زلیست میری برف کی طرح نہ پگھلتی
 کھولا ہے یہی راز فنا اور بقا نے
 سترت سے اندھیروں میں یونہی گھوم رہا تھا
 چونکایا اُٹالوں میں مجھے کس کی صدا نے
 اپنیوں کے کرم نے مجھے برباد کیا ہے
 زندہ مجھے رکھا ہے رقیبوں کی دُعا نے
 خوشبو تیرے گیسو کی ملک اُٹھی فدا میں
 آجیلا تیرا لہرایا جو نہی گل کی ہوانے
 ویسے تو بہاروں میں سمجھی ساتھ تھے میرے
 آیا نہ خزاؤں میں کوئی اشک بہانے
 تھوڑی سی توجہ کا طلبگار ہو لوگوں
 آیا ہوں بڑی دُور سے میں شمع سنانے
 آتی مہنیں کمان پکڑنا تمہیں عزیز
 نکلے ہو نشانے پہ کہاں تیرے چلنے

صداقت کے پھول

آنکھ کھولی تو

جی چاہا

کھولوں زباں

سچ کہوں

سچ لکھوں

جی میں آیا مگر

دیکھ کے

ان جھلستے مکانوں کی محراب کو

ڈر گیا

چپ ہو گیا

ہاں یہی ہی صداقت کے کچھ پھول

جو

میں تمہیں دے رہا ہوں

قلم کار اب



پہلی سی اس جہان میں اب رہبری کہاں
حقانیت کی راہ پہ اب آدمی کہاں

نام و نفا تو صرف لبوں تک ہی رہ گیا
دولتِ خلوص و پیار کی دل میں رہی کہاں

منہ مانگے دام لیتے ہیں تاجر ہر ایک سے
قیمت ہر ایک شے کی میاں و اجبی کہاں

اہلِ خرد کا دور ہے دنیا میں آج کل
دنیا میں ملنے والی ہے اب سادگی کہاں

کردار جس سے بن سکے اُونچے مقام کا
بچوں کو آج کل کے وہ صحبت ملی کہاں

اکثر میں سو چٹا ہوں عترتِ بار بار یہی
انسانیت کی رہ گئی زندہ دلی کہاں



اندرا گاندھی کو خراج عقیدت

دہر میں باکمال محققین اندرا
 آپ اپنی مثال محققین اندرا
 ساری دنیا تھی حبس کی شیدائی
 وہ سراپا جمال محققین اندرا
 دشمنوں پر جسے بھروسہ تھا
 کتنی سادہ خیال محققین اندرا

ہر عدد کے دماغ میں اکثر
 ایک مشکل سوال محققین اندرا

انکو تسخیر کرنا مشکل تھا
 اسقدر لازوال محققین اندرا



گرتی ہے برتن اُدھر ہی شیمن رہے جہاں
حق گو پہ ویسے چلتی ہیں اکثر ہی گولیاں

ظالم بھی پھڑ پھڑاٹے اس طرح دیکھنا
خشکی پہ پھڑ پھڑاتی ہیں جس طرح مچھلیاں

قینچی کی طرح چلتی ہے اپنے مفاد میں
افسوس حق پہ آپ کی چلتی نہیں زباں

آنکھوں کے اشک پی کے ہی اب جی رہے لوگ
کس طرح زندگی ہے زمانے پہ اب گراں

مَر مَر کے جا رہے ہیں جو روزِ ازل سے ہم
کیا جانے ختم کب ہو سہارا یہ امتحان

ہم روزِ حس میں ہوتا ہے بلبل کا قتل و فوں
دل کشِ غمِ نیرِ کتنا ہمارا ہے گلستاں

تمہاری دید سے ہی دور تشنگی ہوگی
جلے گی شمع تو کھیر خود ہی روشنی ہوگی

ذرا سی چشم کرم جس پہ آپ کی ہوگی
بڑے ہی فخر سے قابل وہ زندگی ہوگی

سفر تمام لگا ہوں سے اشک تھے جاری
کسی کی یاد اُٹھیں بھی ستار ہی ہوگی

جگا رہے ہیں اُسے ہم وہ سو رہا ہے مگر
کہ اُس کو دانی اب پسند آگئی ہوگی

جو صرف جیتے ہیں اپنے لئے زمانے میں
عزیز اُن کی بھی کیا خاک زندگی ہوگی



دو اور دھڑ تو لبشر چار ہو گئے
طوفان ہمارے حق میں مددگار ہو گئے

اس درجہ لوگ زر کے طلبگار ہو گئے
ایمان اپنا بیچنے ستار ہو گئے

برتنی سلوک میں جو ذرا تنہا بے رخی
ٹھکڑے ہمارے دل کے کئی بار ہو گئے

کہہ رہے ہیں آج ہنرمند بے ہنر
اب بے ہنر ہی دنیا میں فنکار ہو گئے

نہ آشنا تھے دولتِ غم سے جو اے عزیزی
غم سہتے سہتے بس وہ ہی بنیرار ہو گئے



میں تو جاؤں اُس کو منانے
بات مری وہ مانے نہ مانے

کاتوں میں رس گھول رہے ہیں

بھولے لبیرے گیت سہانے

وہ تو میرے پاس آتا تھا

روکا کسی نے رب ہی جانے

وقت پڑا تو کوئی نہ آیا

میرے اپنے سب اہل خانے

میرے گھر میں آگ لگا کر

آئے ہیں وہ آگ بجھانے

پتھر سے اب سر چھوڑیں گے

اپنے پرانے سب ہی دیوانے

تم بھی عسریاب گھر سے نکلو

شہرت آئی تم کو یلانے



گردنِ وفا میں کٹاتے رہیں گے ہم
بڑھ کر گلے اکیلے کو لگاتے رہیں گے ہم

خود داریوں کا ساتھ نبھاتے رہیں گے ہم
ہر غم کو مسکرا کے چھپاتے رہیں گے ہم

تعمیل حکمِ حق نہ کریں گے تو عمر بھر
ہر ہر قدم پہ ٹھو کریں کھاتے رہیں گے ہم

صحنِ چمن میں پھول کھلانے کے واسطے
کب تک لہو کو اپنے مہاتے رہیں گے ہم

گل کر کے آپ شمع اندھ سے بڑھائیے
تاریکیوں میں دل کو جلاتے رہیں گے ہم

سر پہ کفن کو باندھ کے اٹھیے غریزِ اب
کب تک غموں کا سوگ مناتے رہیں گے ہم

منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ

دیکھتا ہوں میں جدِ صمد مولا علی مشکلتا
 جل رہے ہیں گھر کے گھر مولا علی مشکلتا
 آج کے حالات پر ~~مولا علی~~ مولا علی مشکلتا
 ہو کرم کی اک نظر مولا علی مشکلتا
 آپ ہیں حبِ سمہر مولا علی مشکلتا
 کیا حلاطم کیا بھنور مولا علی مشکلتا
 رو رہے ہیں سن کے سب سے واقعاتِ کربلا
 پھول پتے اور شجر مولا علی مشکلتا
 خوں رلاتے ہیں ہمیں وہ واقعاتِ کربلا
 تازہ ہے زخمِ جگر مولا علی مشکلتا
 ہاتھ اٹھتے ہی دُعا میری فلک تک جاگے
 ہو دُعا میں یہ اثر مولا علی مشکلتا
 آپ کے ہوتے اسیرِ غم رہے کب تک عزیز
 ڈال دیجئے اک نظر مولا علی مشکلتا



قطعات

خشکی پہ مچھلی جیسے تڑپتی ہے گام کام
 میں سحرِ غم میں ایسے تڑپتا ہوں صبح و شام
 اک وقت ایسا آئے گا مرا بھی اے عزیز
 میری طرح سے آپ کر نیگے مجھے سلام



بنا تڑپ کے کسی درد کا مزہ کیا ہے
 تڑپ تڑپ کے تڑپنے میں لطف کتنا ہے
 نہ چھینو مجھ سے بہار و یہ بکلی دولت
 یہ مرا غم ہی میری زلیلت کا سہارا ہے



تعارف

مجھے فیل خانے کے تمام شاعر بھی عزیز ہیں۔ مگر ان سب میں عزیز عزیز ناگیوری ہیں جن کی شاعری میں زندگی کا کرب بھی ہے اور زمانے کی کرناک جہن اس طرح نغمہ زن ہے کہ ان کے ترنم کی لے میں چٹکاریاں دوڑ اُتتی ہیں۔ ان سے مست قیل میں اچھی معیاری شاعری کی امید رکھی جاسکتی ہے۔

حضرت اوج لیقوبی



عزیز ناگیوری سے میری پہلی ملاقات میرے والد حضرت تقی جاہ بہادر کے مشاعرے میں ہوئی۔ ان کے کلام اور ترنم کو بھیجہ پسند کیا گیا۔ میرے خسّر حضرت سعادت جاہ بہادر کے گھر کے مشاعرے میں انکو دوبارہ سن کر بلا تکلف انکی شاعری سننے کی چاہت ہوئی۔ وہ حیدرآباد کے نمائندہ شاعر ہیں۔
مجھے خوشی ہوگی اگر انکا کلام شائع ہو کر ادبی دنیا میں اپنا مقام بنا لے۔

پرنس تقی علیہاں شائق



ہر قوم اپنی ثقافت سے
 پہچانی جاتی ہے اور
 ثقافت کی بنیاد زبان
 ہوتی ہے
 لہذا اردو پڑھیے
 اور اپنے بچوں کو اردو
 پڑھائیے



۱۰
۱۹۷

فصل

یہ بات الگ ہے تمہیں عرفان نہیں ہے
وہ سب کی خبر رکھتا ہے ایمان نہیں ہے

شامل ہے ہمارا بھی ہرورنگِ چین میں
کچھ ہم یہ چین والوں کا احسان نہیں ہے

